رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا۔

(الہام حضرت مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ٭

(الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | ۲۴ فروری ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق جمادی الاول ۱۳۳۵ھ | نمبر ۶۷

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مبارکباد

۲۲ فروری ۱۹۱۷ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ ہجری المقدس بروز پنجشنبہ حضرت جناب صاحبزادی امۃ الحفیظ صاحبہ کی جن کا نکاح ۷ جون ۱۹۱۵ء بروز دوشنبہ مکرم معظم جناب خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب کے صاحبزادے میاں محمد عبداللہ خان صاحب سے ہوا تھا تقریب تودیع عمل میں آئی۔ ہم خادمان الفضل نہایت خلوص قلب اور دلی مسرت کے ساتھ اپنی اور تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بارگاہ عالی میں اور حضرت اُم المومنین نیز حضرت قبلہ نواب صاحب کی خدمت اقدس میں **مبارکباد** پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس مبارک اور مسعود جوڑے کو صحت و عافیت کے ساتھ ہمیشہ خوش و خورم رکھے۔ اور اپنے خاص انعامات کا وارث بنائے۔ ان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسل پھیلے پھولے اور پروان چڑھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْن

خاندان رسالت کے دیگر معزز و محترم بزرگوں کی خدمت میں بھی نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ اس تقریب سعید پر **مبارکباد** عرض کرتے ہیں ٭

دعا گو ایڈیٹر اخبار الفضل

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

اخبار احمدیہ

کوکن میں تبلیغ

احاطہ بمبئی میں شہر بمبئی سے جنوب کی طرف مالابار کے شمال میں سمندر کے کنارے جو علاقہ ہے اسے کوکن کہتے ہیں۔ جسمیں اضلاع رتناگیری وغیرہ شامل ہیں۔ ریاست حیدر آباد کے ایک معزز پیروں کے خاندان کے ایک بزرگ خواجہ شاہ محمد اعجاز علی صاحب جو حضرت خواجہ غریب نواز دکن کے مشہور ولی اللہ کے خاندان سے ہیں۔ ایک عرصہ سے کوکن میں رہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نیک دل اور خدا پرست آدمی ہیں۔ حسن اتفاق سے انہیں اپنے دورے میں بمبئی میں چودہری نواب علی صاحب احمدی ملے تھے۔ سلسلہ احمدیہ کے حالات پڑھنے اور کتابیں دیکھنے سے خواجہ صاحب احمدی ہو گئے۔ جسپر مطابق سنت اللہ انکے بہت سے مرید ان کے مخالف ہو گئے۔ اور درپئے آزار ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے خواجہ صاحب کو عجیب استقامت عطا کی ہے۔ گذشتہ جلسہ سالانہ میں خواجہ صاحب قادیان میں موجود تھے یہاں سے واپس جاکر انھوں نے اپنے علاقہ میں تبلیغ کا کام شروع کیا ہے۔ انکے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ داپولی۔ دلوتا وغیرہ مقامات میں خوب تبلیغ ہوئی۔ مقام پیو ہین میں خواجہ صاحب کا ایک مباحثہ بھی کسی مخالف مولوی سے پہلے سے ہوا تھا جسمیں اللہ تعالیٰ نے کامیابی دی تھی۔ اور اس کا اثر تمام علاقے میں ہے۔ مخالفین احمدیوں کی کامیابی کے سبب بہت جوش میں ہیں۔ اور گورنمنٹ کے افسروں کو بھی خواجہ صاحب کے برخلاف بھڑکایا جاتا ہے مگر ہم امید کرتے ہیں کہ بمبئی کی گورنمنٹ بھی اپنی بیدار مغزی سے خواجہ صاحب کی ایسی ہی امداد کریگی۔ جیساکہ اس نے مالابار کے احمدیوں کی امداد کی۔ ۱۱ر فروری کو خواجہ صاحب کا مباحثہ ایک مخالف محمد خان نامی سے ہوا۔ جس نے حیات مسیح کی تائید میں صرف چند تفسیروں کو پیش کیا اور بس۔ اور وحید الزمان کا حوالہ دیا کہ وہ احمدیوں کے مخالف تھا تعجب کی بات ہے کہ کیا وحید الزمان کی مخالفت سلسلہ حقہ احمدیہ کے کذب کی دلیل ہو سکتی ہے۔ حضرت رسول پاک کے دشمن کئی یہودی اور عیسائی ﷺ

ہندوستان کی خبریں

بچوں کی پیدائش کے متعلق رجسٹر۔ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ آئندہ دیہات میں بچوں کی پیدائش کے اندراج کرتے وقت باپ کے علاوہ دادا کا نام بھی درج رجسٹر کیا جائے ؁

جرمانہ۔ رائڈ سٹریٹ کلکتہ کے مسٹر ہارے کو اس بنا پر عدالت سے سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی کہ اس نے ایک یونانی کو جرمن کہا

پنجاب ڈبل کمپنی۔ خالصہ کالج امرتسر اور گارڈن مشن کالج راولپنڈی کے بہت سے طلباء نے پنجاب ڈبل کمپنی کے لئے اپنی خدمات پیش کی ہیں ؁

پروانہ راہ داری میں سختی۔ پاینیر کو معلوم ہوا ہے کہ آئندہ بحری سفر کے لئے پروانہ راہ داری دینے کے متعلق زیادہ سختی برتی جائیگی۔ چند مستثنیات یا مزدوروں اور زائرین کے سوا کوئی شخص بغیر پاسپورٹ کے نہ ہندوستان میں اُترنے پائیگا۔ اور نہ یہاں سے جانے پائیگا ؁

لارڈ ہیڈلے کی اپیل خارج۔ ۱۱ر اکتوبر کو واٹرلو اسٹیشن لنڈن میں لارڈ ہیڈلے پر ۱۰ شلنگ کا جرمانہ اس جرم میں ہوا تھا کہ اس نے شراب پی کر ایک عورت کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے۔ اسکے متعلق لارڈ موصوف نے اپیل کی تھی جو ۱۲ر جنوری کو خارج کر دیگئی ہے۔ اپیل میں لارڈ ہیڈلے نے اس الزام سے بالکل انکار کر دیا اور کہا کہ وہ ایک زندہ دل آدمی ہے اگر وہ سٹیشن پر ناچا ہو یا اس نے گایا ہو تو وہ صرف خوشی کی حالت میں ہو گا وہ یقین نہیں کرتا کہ اس نے کسی عورت کی کمر یا گلے میں ہاتھ ڈالے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا تو عورت ضرور چلاتی ؁

گورنمنٹ ہند نے فیصلہ کر دیا ہے کہ عدن میں جو فوجی مہم اسوقت ہے وہ ہندوستانی فوجی مہم تصور کی جائیگی ؁

بنگال کے نئے گورنر لارڈ رانلڈشے ۱۲ر مارچ کو کلکتہ میں پہونچیں گے۔ اور ہز اکسیلنسی لارڈ کارمائیکل اسی تاریخ روانہ ہو جائینگے ؁

کانپور فنڈ اور مسٹر مظہر حق۔ اس فنڈ کا اسی ہزار روپیہ مسٹر مظہر حق کے قبضہ میں امانتاً ہے۔ جس کے متعلق متعدد مرتبہ ان سے مطالبہ کیا جاچکا ہے لیکن اس وقت تک وہ کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے۔ اب اخبار کشمیری نے مشورہ دیا ہے کہ "مطالبہ قاعدہ اور قانون کے ساتھ ہو"۔

زرعی زمین کے خریداروں کو اطلاع

قادیانمیں ایک زمین قریباً پچاس ساٹھ گھماؤں رہن ہونیوالی ہے۔ اسوقت زرعی زمین کی قیمت قادیان میں اڑھائی سو روپیہ گھماؤں تک ہے اس کی نصف روپیہ یعنی سوا سو روپیہ فی گھماؤں پر زمین رہن رکھی جائیگی چونکہ بعض احباب قادیانمیں زمین لینے کے خواہشمند ہیں اسلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب زمین لینا چاہتے ہوں فوراً دفتر الفضل میں اپنی درخواست بھیجدیں۔ اور یہ بھی تحریر فرمادیں کہ کسقدر زمین لینا چاہتے ہیں ؁

زمین کا اکثر حصہ قریباً ایک جگہ واقعہ ہے یعنی کھیت پاس پاس ہیں۔ اگر فاصلہ ہے تو بہت کم جسمیں نگرانی میں فرق نہیں آسکتا۔ زمین بارانی ہے لیکن ایک کنواں غیر آباد اس زمین میں ہے جو سامان آبکشی لگانے سے پانی دینے کے قابل ہے۔ اس میں نصف کے حصہ دار اس زمین کے مرتہن ہو سکتے ہیں۔ اسوقت اس زمین کا لگان اوسطاً سات روپیہ فی گھماؤں ہے۔ جسمیں سے اوسطاً اڑھائی روپیہ سرکاری لگان کے جاتے ہیں ؁

مرتہن اپنی سہولت کے لئے اگر چاہیں تو یہ شرط کرا سکتے ہیں کہ دو یا تین سال کے بعد ہم تین چار ماہ کا نوٹس دیکر جسوقت چاہیں اپنا روپیہ واپس لے سکینگے یا یہ کہ اتنے عرصہ تک راہن کو زمین چھڑانے کا اختیار نہ ہو گا ؁

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۴ فروری ۱۹۱۷ء

صداقت احمدیت

ایک رویائے صادقہ

جو کھٹکھٹاتا ہے اُسکے لئے کھولا جاتا ہے۔ اور جو عجز وفروتنی اختیار کرتا ہے اُسے اُٹھایا اور بلند کیا جاتا ہے۔ اور جو تلاش کرتا ہے وہ اپنے مقصد کو پالیتا ہے یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا ✤

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس بات کو نہایت صریح اور صاف الفاظ میں اسطرح بیان فرمایا ہے:- والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (۲۹ - ۶۹) کہ وہ لوگ جو ہمارے لئے طلب صادق رکھتے اور کوشش کرتے ہیں ہم ضرور ان کو اپنی راہیں بتلادیتے ہیں۔

یہ اس قادر مطلق ہستی کا اپنی مخلوق سے وعدہ ہے جو تمام سچوں سے سچا ہے۔ اور جو اس وقت تک اس وعدہ کے ایفا کرنے کے بے شمار ثبوت دے چکا اور اب بھی دے رہا ہے اسلئے کسی عقلمند اور دانا انسان کے وہم وخیال میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ اگر وہ سچی طلب اور صادق خواہش سے کہ خدا تعالےٰ سے ہدایت کا راستہ پانے کی کوشش کریگا تو اس سے یہ وعدہ پورا نہیں ہوگا لیکن اگر وہ اسکے لئے کوشش ہی نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اسکے قلب میں طلب حق کا جوش اور ولولہ ہے۔ اور پھر وہ سیدھے راستہ سے بھٹکا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ سے بہت دُور پڑا ہے تو یہ اسکی اپنی بدقسمتی اور اسکی اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ کوشش کرے تو خدا تعالےٰ ہر وقت اسکو اپنا پسندیدہ راستہ دکھلانے اور اپنی طرف بلانے کے لئے تیار ہے ✤

قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت میں جہاں اور بے شمار دلائل دئے ہیں۔ وہاں ایک یہ دلیل بھی بیان فرمائی ہے کہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء۔ وہ کون ہے جو اضطراب اور بے چینی کے عالم میں نکلی ہوئی پکار کو قبول کرتا اور تکلیف کو دُور کرتا ہے وہ اللہ ہی ہے ✤

پس اگر کوئی انسان اپنے اوپر اضطراب کی پوری حالت وارد کرے۔ اور پھر خدا تعالےٰ کو پکارے تو خدا تعالےٰ ضرور اسکی راہ نمائی کرتا ہے۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے کہ ادعونی استجب لکم (۴۰ - ۶۲) اے میرے بندو! ضرورت کے وقت مجھے پکارو۔ اور مجھ سے دُعا مانگو میں تمہاری دُعا کو قبول کرونگا ✤

اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کیا چاہیئے خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جو کچھ چاہتے ہو مجھ سے طلب کرو میں تمہیں دُونگا۔ اور جو مشکل یا تکلیف تمہارے راستہ میں حائل ہو۔ اسکے متعلق مجھ سے عرض کرو میں اُسے دُور کرونگا۔ لیکن آہ! کس قدر رونے اور ماتم کرنے کا مقام ہے کہ اکثر ناعاقبت اندیش اور غافل انسان اس قدوس اور سبوح خدا کی باتوں پر اتنا بھی یقین اور ایمان نہیں رکھتے۔ جتنا اسکی کمزور اور ناتواں مخلوق کی باتوں پر رکھتے ہیں۔ اگرچہ کسی انسان کی طاقت ہی کیا ہے کہ کسی دوسرے انسان کو خواہ وہ اس کا کتنا ہی عزیز اور پیارا ہو یہ کہہ سکے کہ ہر ایک وہ چیز جس کی تمہیں ضرورت ہو۔ مجھ سے لو۔ ہر ایک تکلیف جو تمہیں پہنچے۔ اس کا ازالہ مجھ سے کراؤ۔ اور ہر ایک عقدہ جو تمہیں پیش آئے۔ اس کا حل مجھ سے چاہو۔ کیونکہ انسانی طاقت نہایت محدود اور بہت ہی قلیل ہے کسی دوسرے کی حاجت روائی کرنا تو الگ رہا وہ تو اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے سے بھی عاجز اور درماندہ ہے۔ لیکن بایں ہمہ اگر ایک انسان دوسرے سے کہے کہ میں تمہاری ضروریات کے پورا کرنے کا ذمہ لیتا ہوں تو خدا تعالےٰ کی نسبت اسکے وعدہ کو پختہ اور مضبوط سمجھا جائے گا۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ وعدہ کرنیوالا انسان اپنے وعدہ کی پہلی قسط بھی پوری نہ کرنی پائے کہ فرشتۂ اجل اس کا کام تمام کردے ✤

اسکی کیا وجہ ہے یہی کہ گو ان کی زبانوں پر اللہ کا نام باقی ہے۔ لیکن انکے دلوں میں اسکی قدر وعظمت نہیں رہی اور یہ اس حد تک مٹ چکی ہو کہ خدا کی مخلوق اور کمزور و ناتوان مخلوق کو تو اپنا حاجت روا اور کارفرما سمجھ رہے ہیں لیکن اصل سرچشمۂ فیض وکرم سے منہ موڑ رہے ہیں لیکن ... ابتدائے عالم سے یہ بات چلی آتی ہے کہ خواہ کوئی زمانہ کتنا ہی کفر والحاد کے سیاہ اور تاریک بادلوں سے گھرا ہوا ہو۔ تاہم اس میں کچھ نہ کچھ ایسی سعید اور سعادتمند رُوحیں بھی ہوتی ہیں۔ جن کے سینہ میں نور کی روشنی چمک رہی ہوتی ہے۔ اور جسے افضال الٰہی کے جھونکے یہاں تک تیز اور روشن کر دیتے ہیں کہ پھر وہ چھپائے نہیں چھپ سکتی ✤

الحمد للہ موجودہ زمانہ میں بھی اس قسم کی کئی ایک نظیریں مل رہی ہیں۔ اسوقت تک ایک دو نہیں بلکہ بہت سے لوگوں نے مصلح اعظم اور برگزیدۂ خدا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی ذریعہ سے قبول کیا ہے کہ وہ اپنی سچی خواہش اور پوری اُمید کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور گر گئے ہیں۔ اور انہوں نے جب سچے دل سے اپنے آپ کو کلی خدا تعالیٰ کے سپرد کر کے اور اپنی تمام قسم کی خواہشات کو ترک کر کے خدا تعالےٰ سے صراط مستقیم پانے کی خواہش کی۔ تو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کے قبول کرنے کے متعلق ان کا ایسا شرح صدر کیا کہ وہ خود حیران رہ گئے۔ کاش! وہ لوگ جنہیں اسوقت تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کرنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی۔ وہ بھی اسی طریق کو استعمال کریں یعنی سچے دل کے ساتھ اور تمام شکوک وشبہات کو بالائے طاق رکھ کر خدا تعالیٰ سے دُعا کریں تا خدا انہیں صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرے ✤

اسوقت ہم ایک تازہ نظیر پیش کرتے ہیں وہ ایک ایسا شخص ہے جس کو حضرت مسیح موعود کے حالات سے آگاہی حاصل ہونا تو الگ رہا۔ آپکے نام تک سے ناواقف تھا۔ وہ کبھی کسی احمدی سے نہ ملا۔ اور نہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق کوئی کتاب دیکھی۔ لیکن جب وہ سچے جوش اور اضطرار کے ساتھ خدا تعالےٰ کے حضور جھکا۔ تو خدا تعالیٰ نے اُسے محروم نہ رکھا۔ بلکہ اپنے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کرنے کی طرف راہ نمائی فرمادی۔

اور بالآخر ایسے اسباب بھی مہیا فرما دے کہ اس نے اس نعمت کو حاصل کر لیا۔

جس سعادت مند شخص کا ذکر مندرجہ بالا الفاظ میں کیا گیا ہے۔ اس کا نام سید برہان شاہ ہے جو موضع سگر کا اہل باشندہ ہے۔ اور حال چھاؤنی کیمبل پور میں مقیم ہے۔ اس نے اپنی بیعت کا خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ اس میں لکھتا ہے کہ:-

"مجھے ایک عرصے سے کچھ سخت تشویش تھی۔ اسکے متعلق میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف نہایت عجز سے رجوع کیا۔ جس پر مجھے رؤیا میں تین دفعہ حضرت مرزا صاحب دکھائے گئے اور فرمانے لگے۔ کہ تمہاری عقدہ کشائی انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعہ ہوگی۔ میں نے عرض کی کہ حضور کون ہیں جواباً فرمایا میں مسیح موعود ہوں۔ تیسری رؤیا میں فرمایا کہ ہمارا مکان قادیان میں ہے۔ پھر بھی مجھ کچھ معلوم نہ ہوا کہ آپ کون اور آپ کا اسم گرامی کیا ہے۔ مگر جب کامل پور کیمل کر میں بھرتی ہو کر آیا تو دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کا دعویٰ مسیحیت کا ہے۔ اور ایک بہت بڑی جماعت آپ کی پیرو ہے ہیں جس شخص سے آپ کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ دست و گریبان ہونے کو تیار ہو جاتا۔ مگر کیا کروں حق کا اخفاء نہیں کر سکتا۔ لہذا درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری بیعت قبول فرما کر میرے حق میں دعا فرما دیں"۔

ان الفاظ کو پیش کر کے ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں جن کا خیال ہے کہ رؤیا اور خواب محض خیالات کا عکس اور نتیجہ ہوتے ہیں وہ بتلائیں کہ ایک ایسا شخص جس نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا نام تک نہ سنا ہو۔ اور جو آپ کے حالات سے ذرہ بھر بھی واقف نہ ہو۔ اس کو رؤیا میں ایک بار نہیں بلکہ تین بار حضرت مسیح موعود دکھلائے جاتے ہیں۔ اور پھر قادیان کا پتہ بتایا جاتا ہے حالانکہ قادیان کا نام بھی کبھی اس نے نہیں سنا۔ کیا یہ وہم و خیال کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بس جو بات کبھی جاگتے ہوئے بھی کسی کے خیال میں نہ آئی۔ اس کا سوتے ہوئے آنا اور پھر پورا ہو جانا بتاتا ہے کہ ایک ایسی ہستی بھی ضرور ہے جو ادعونی استجب لکم کا ثبوت عملی طور پر دیتی ہے۔ اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتی اور انکی راہ نمائی کرتی ہے ؎

یہاں ہم اپنے روٹھے ہوئے بھائیوں یعنی غیر مبایعین میں سے ان اصحاب کی خدمت میں بھی کچھ عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو اپنے اندر صداقت کی تڑپ اور حق کی خواہش رکھتے ہیں وہ ضرا اس پر غور کریں کہ ایک ایسا شخص جو سلسلہ احمدیہ سے بالکل ناواقف اور انجان ہے۔ وہ جب خدا تعالیٰ کے حضور طلب حق اور خواہش صادق لیکر حاضر ہوتا ہے تو اسکو تین بار حضرت مسیح موعود دکھلائے جاتے ہیں۔ جو اسے فرماتے ہیں کہ "تمہاری عقدہ کشائی انشاء اللہ ہمارے ذریعہ ہوگی"۔ اور تیسری دفعہ فرماتے ہیں کہ "ہمارا مکان قادیان میں ہے"۔ یعنے اُسے قادیان سے تعلق جوڑنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کر لی ؎

لیکن اب اگر قادیان میں نور کی بجائے ظلمت کا دور دورہ ہے۔ جیسا کہ ان کو انکے لیڈر بتلاتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے عقائد کے ساتھ متفق ہو کر آپ کی بیعت میں داخل ہونا گمراہی ہے۔ جیسا کہ علی الاعلان کہا جاتا ہے۔ تو کیا (نعوذ باللہ) حضرت مسیح موعود نے اس ناواقف اور انجان شخص کو خواب میں ایکبار نہیں بلکہ تین بار قادیان میں اپنا مقام اسلئے بتلایا ہے کہ وہ گمراہی اور ضلالت میں جا پڑے۔ ہرگز نہیں بلکہ آپ نے تو اُسے یہ فرمایا کہ اسطرح تمہاری عقدہ کشائی ہوگی اب سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک شخص نہایت اضطرار اور بے چینی کے عالم میں خدا کے حضور التجا کرتا ہے۔ اور چاہتا ہے کہ صراط مستقیم پائے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایسے انسان کو فرماتا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو میں تمہیں دونگا۔ پھر کیا ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے سیدھی راہ دکھلانے کی بجائے اس کا ہاتھ پکڑ کر گمراہی میں ڈالدے۔ ہرگز نہیں ؎ پس وہ خدا جو ہمیشہ سے اپنے مضطر بندوں کی دعا سنتا۔ اور اپنے راستہ میں کوشش کرنے والوں کو صراط مستقیم دکھاتا ہے وہ اس زمانہ میں بھی دکھا رہا ہے۔ اور سعید روحوں کو کھینچ کھینچ کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے دست حق پرست پر جمع کر رہا ہے ؎

اسوقت تک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صداقت اور تائید میں مختلف احباب کو اسقدر رؤیا اور خواب آئے ہیں کہ ہر ایک اس انسان کو جس کا دل کینہ اور حسد سے پاک ہو۔ حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں لیکن افسوس کہ بعض غرض کے بندوں اور دشمنی کے پتلوں نے اسموقعہ پر بھی وہی کہا۔ جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے منکر آج تک کہتے آئے ہیں۔ لیکن مندرجہ بالا رؤیا جن حالات میں دکھایا گیا ہے۔ اور جس خوبی اور عمدگی سے پورا ہوا ہے وہ ایک ایسا کھلا نشان ہے کہ جس سے کسی کا فائدہ نہ اُٹھانا انتہا درجہ کی بد قسمتی ہوگی ؎

ہم اُمید رکھتے ہیں کہ جہاں اس مثال سے صراط مستقیم پانے کی خواہش رکھنے والے دوسرے مسلمان فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے۔ اور خلوص دل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی حالت زار پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق شرح صدر حاصل ہونے کی التجا کرینگے وہاں بے کینہ اور صاف دل رکھنے والے غیر مبایع اصحاب کو بھی اس سے مستفید ہونا چاہئیں گے ؎

آخر خلوص قلب سے ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق دے کہ وہ اسکے حضور صدق دل سے اپنی التجا پیش کر کے ہدایت پا سکیں ؎

انوار خلافت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ پر اسمہ احمد کے متعلق جو تقریر فرمائی تھی وہ حضور کی دوسری تقریروں کے ساتھ چھپکر تیار ہو گئی ہے۔ اس تقریر میں تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کو چیلنج دیا گیا ہے۔ اسمیں حضرت مسیح موعود کا نام احمد ہونے کے متعلق ایسے زبردست دلائل دیئے گئے ہیں جن کا توڑنا ناممکن ہے ہر ایک احمدی کو یہ دلائل از بر یاد ہونے چاہئیں۔ یہ تقریروں کا مجموعہ بنام انوار خلافت ۲۶×۲۰ کے ۱۸۴ صفحوں پر مشتمل ہے۔ دوسری تقریریں بھی جن میں بہا اسرار اور نکات [illegible] کا مجموعہ ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف دس آنے ؎ (منیجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

انسانی ترقی کی وسعت

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۱۷ء

حضور نے سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا :-

اللہ تعالےٰ کی طرف سے انسان کی ترقی کے لئے اس قسم کے سامان مہیا ہیں کہ وہ جتنا بھی بلند ہونا چاہے اُتنا ہی ہو سکتا ہے ۔ اور جتنا بھی بڑھنا چاہے بڑھ سکتا ہے ۔ اسوقت تک کوئی انسان دنیا میں ایسا نہیں گذرا کہ جس کا حوصلہ اسقدر وسیع ہو ۔ اور جس کے دل میں اتنی وسعت ہو کہ دنیا میں اسکے کرنے کا کوئی کام باقی نہ رہا ہو یا اسکے لئے ترقی کا سلسلہ بند ہو گیا اور اسے یہ کہنا پڑا ہو کہ میں تو کام کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن افسوس سب کام ختم ہو گئے ۔ اور میرے کرنے کا کوئی کام باقی نہیں رہا کوئی انسان اس قسم کا نہیں ہوا بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ بڑے سے بڑا حوصلہ رکھنے والا اور بڑی سے بڑی ہمت دکھانے والا اور بہت زیادہ محنت اور کوشش کرنے والا بھی جب کوئی انسان فوت ہوتا ہے تو یہی کہتا ہوا فوت ہوا ہے کہ میرے سامنے ترقی کرنے اور بڑھنے کا بہت وسیع میدان موجود تھا لیکن افسوس کہ میں نے کچھ ترقی نہ کی ۔ اور جو ارادے میرے دل میں تھے ۔ ان کو پورا نہ کر سکا ۔ اسکے برخلاف کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا ۔ جو یہ کہے کہ میرے سب کام ختم ہو گئے ہیں ۔ اب میں کیا کروں اور باقی زندگی کو کس طرح خرچ کروں ۔ تمام علوم کو تو جانے دو ۔ کوئی

شعبۂ علم

بھی ایسا نہیں ۔ جسکے متعلق کوئی کہہ سکے کہ میں نے اس کو کمال تک پہنچا دیا ہے ۔ مثلاً جغرافیہ کو ہی لے لو ۔ کیسا محدود علم ہے مگر اسکے متعلق بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اسکے تمام منازل طے کر لئے ہیں ۔ اسی طرح اور دنیاوی علوم کو لو ۔ اور ان کی کسی شاخ کے کام کرنیوالے کو دیکھو ۔ مثلاً تاجر ۔ صناع علمی تحقیقات کرنیوالا ۔ سیاست دان ۔ جرنیل ۔ منتظم ۔ غرضیکہ کسی رنگ میں کام کرنے والا ہو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری وسعت اور حوصلہ تو بہت بڑا ہے ۔ لیکن کام کرنے کی جگہ نہیں رہی ۔ اور آگے بڑھنے کا میدان ختم ہو گیا ہے ۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ جس قدر کوئی زیادہ کام کرنیوالا ہوتا ہے ۔ اسی قدر زیادہ یہ کہتا ہے کہ میرے آگے کام کرنے کا میدان تو بہت وسیع اور فراخ پڑا ہے لیکن میں کام کر نہیں سکا ۔ کیوں اسلئے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کے لئے

ترقی کرنے کا میدان

بہت وسیع بنایا ہے ۔ اور بڑھنے کے لئے نہایت فراخ میدان رکھ دیا ہے ۔ اور ترقیوں کی کمی نہیں ۔ ہاں اگر کمی ہوتی ہے تو انسان کی اپنی طرف سے خدا تعالےٰ کی طرف سے میدان بہت وسیع ہے ۔ اور انسان جتنا بھی بڑھنے کی کوشش کرے ۔ اُتنا ہی بڑھ سکتا ہے ۔ اسکے لئے کوئی حد نہیں کہ وہاں جا کر ترقی رک جاتی ہے ۔ اور آگے نہ بڑھنے کے لئے دروازہ بند ہو جاتا ہے ۔ لیکن اگر انسان کے ترقی کرنے اور بڑھنے میں روک ہوتی ہے تو یہی کہ انسان کسی اپنے

گناہ اور قصور

کی وجہ سے ترقیوں سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے ۔ دنیا میں ایسے انسان موجود ہیں ۔ جو ترقی کرنا تو درکنار پیچھے ہی پیچھے گرنے لگ جاتے ہیں ۔ بڑا علم سیکھا ہوتا ہے مگر ان کا حافظہ ایسا کمزور ہو جاتا ہے ۔ اور حواس ایسے بیکار ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنا نام تک یاد نہیں رہتا میں نے ایسے واقعات سُنے ہیں کہ بعض انسانوں کا حافظہ اسقدر کمزور ہو گیا کہ وہ نوٹ بک میں اپنا نام لکھ رکھتے ۔ اور جب کوئی ان سے ان کا نام پوچھتا ہے ۔ تو نوٹ بک کو دیکھ کر بتاتے ۔ بعض اتنے بوڑھے ہو جاتے ہیں کہ پاگل ہو جاتے ہیں مگر یہ سب کچھ ان کے اپنے گناہوں کی شامت کی وجہ سے ہوتا ہے ۔ اور ان کا اپنا قصور ہوتا ہے ۔ پھر بعض انسان بڑھتے بڑھتے ہیں ۔ لیکن ایک وقت جا کر آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں کہ

ایک قدم

نہیں اُٹھا سکتے ۔ اسکی یہ وجہ نہیں ۔ کہ اسکے بڑھنے کا میدان ختم ہو جاتا ہے ۔ بلکہ یہ کہ ان کی اپنی کمزوریاں اور گناہ انکے پاؤں میں زنجیریں ڈال دیتے ہیں ۔ وہ دیکھتے ہیں کہ آگے بڑھنے کے لئے میدان خالی پڑا ہے ۔ لیکن آگے قدم نہیں رکھ سکتے ۔ تو ہر ایک ترقی خواہ وہ کسی فرد کی ہو یا جماعت کی ۔ کہیں نہ کہیں جا کر رکتی ہے ۔ مگر اسلئے نہیں کہ ترقی کرنے کے سامان اور ذرائع ختم ہو گئے بلکہ اسلئے کہ ترقی کرنیوالے نے آپ اپنے پاؤں میں زنجیریں ڈال لیں ۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ جب کوئی ترقی کرنے سے رکتا ہے تو اسی وجہ سے رکتا ہے کہ اپنے پاؤں کو آپ باندھ لیتا ہے ۔ اور اسکے پاؤں آگے نہیں پڑتے بلکہ پیچھے پڑتے ہیں ۔

اسی بات کی طرف خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم ۔ مالک یوم الدین

کہ خدا تعالےٰ کے

احسانات اور انعامات

کی کوئی حد بندی نہیں ہے ۔ کیوں ؟ اسلئے کہ کوئی بھی حمد ممکن ہے ۔ خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہے ۔ پس جب تمام حمد اللہ کے لئے ہوئی تو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے انعامات کی بھی کوئی حد بندی نہیں ہے لیکن اگر خدا تعالےٰ کے انعامات کی وسعت کو محدود کر دیا جائے ۔ اور یہ سمجھ لیا جائے کہ ایک خاص حد تک اسکے انعامات مل سکتے ہیں اور آگے نہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا تعالیٰ بعض حمدوں سے خالی ہو جائے گا ۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے رب العالمین کہ ہم تمام جہانوں کے رب ہیں ۔ اگر کوئی بڑا عالم ہے ۔ تو اس کے بھی ہم رب ہیں ۔ اور اگر کوئی معمولی عقل کا انسان ہے تو اس کے بھی ۔ اگر کوئی روحانی ترقی میں بہت بڑھ گیا ہے تو اسکے بھی ہم رب ہیں اور اگر کوئی ابتدائی حالت میں ہے تو اسکے بھی ۔ یہ نہیں کہ کوئی انسان کسی بڑے سے بڑے درجہ پر پہنچ کر یہ کہہ سکے

کہ اب خدا تعالےٰ میرا رب نہیں رہا یعنی میں آگے بڑھنا چاہتا ہوں لیکن وہ بڑھا نہیں سکتا۔ بلکہ انسان کسی طبقہ اور کسی مقام پر چلا جائے۔ اور کسی درجہ میں شامل ہو۔ خدا اس کا رب ہی رہتا ہے۔ اور کبھی خدا تعالےٰ یہ نہیں کہتا کہ اب فلاں انسان میری حد سے نکل گیا ہے۔ کیونکہ انسان کسی حالت میں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ماتحت ہی رہے گا۔ پھر خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ خدا کی ربوبیت کوئی معمولی درجہ کی نہیں ہوگی بلکہ انسان ہر قدم جو ترقی کے لئے بڑھائے گا۔ اسپر اسے نئے سرے سے رحمانیت کے فیوض حاصل ہونگے اور پھر رحیمیت کے ماتحت انعام حاصل کرے گا یعنی ہر ترقی کرنے پر اور آگے بڑھنے کے لئے اسے نیا مصالح دیا جائے گا کہ وہ اب اسکے ذریعہ آگے بڑھو

ابتداء میں

ترقی کرنے کے لئے جو اسباب دیئے جاتے ہیں وہ محض خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہوتے ہیں وہ انسان کی کسی کوشش اور محنت کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ چنانچہ قریباً تمام موجدایات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری ایجادیں آئی خیالات کی بناء پر ہوئی ہیں۔ ہماری کوشش اور محنت کا ان میں دخل نہیں ہے۔ مثلاً تار برقی کا موجد ہے وہ کہتا ہے کہ اسکے متعلق میرے دل میں خدا نے یونہی ایک خیال ڈال دیا۔ اور خیال کو لیکر جب میں نے کوشش کی تو یہ نتیجہ نکلا۔ اسی طرح ایڈیسن ایک بہت بڑا موجد ہے اور کئی ہزار ایجاد اس نے کی ہے۔ میں نے اس کا قول پڑھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے کوئی ایک ایجاد بھی ایسی نہیں کی۔ جو سوچ سوچ کر نکالی ہو۔ بلکہ یونہی ایک تحریک ہوئی۔ اور جب میں نے اسپر غور کیا۔ تو ایک نئی چیز نکل آئی اسی طرح نیوٹن گذرا ہے۔ اس نے کشش ثقل کا نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اسکو بھی اتفاقیہ ہی اسطرف توجہ پیدا ہو گئی اور پھر اس نے اسے علمی رنگ دے لیا تو تمام ترقیوں کی ابتدا اسی طرح ہوتی ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے ماتحت کچھ اسباب بغیر انسانی محنت اور کوشش کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور پھر رحیمیّت کے ماتحت ان میں دن بدن ترقی ہوتی رہتی ہے یہ نہیں کہ انسان

کسی بات کا خیال

پہلے قائم کرلے۔ اور پھر اسکی ایجاد میں کوشش کرے۔ مثلاً تار برقی ہے۔ اسکے متعلق یہ نہیں ہوا کہ اسکے موجد کو پہلے یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ خبریں پہنچانے میں دیر لگتی اور تکلیف ہوتی ہے۔ اسلئے کوئی آسان طریق نکالنا چاہیئے بلکہ یونہی اتفاقیہ طور پر اس کو تحریک ہوئی۔ اور اس نے کوشش شروع کردی۔ اور بہت کم ایسی ایجادیں ہوتی ہیں۔ جن کے ایجاد ہونے سے پہلے ان کا ارادہ کرلیا جاتا۔ اور پھر اس میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن کثرت کے ساتھ وہی ایجادیں ہیں۔ جنکی ابتدا اتفاقیہ طور پر ہوئی۔ اور انکی ایسی کثرت ہے۔ کہ یہ بات کلیہ کہلانے کی مستحق ہو گئی۔ کہ ہر ایجاد کی ابتداء رحمانیت کے ماتحت ہوتی ہے۔ ہاں ایجاد ہونے کے بعد اس میں اپنی کوشش اور محنت سے ترقی دیجاتی۔ اور اسے اعلیٰ درجہ پر پہنچایا جاتا ہے۔ مثلاً ہوائی جہاز ایجاد ہوئے ہیں۔ فرض کرو۔ جس وقت ایجاد ہوئے اس وقت سو میل فی گھنٹہ رفتار پیدا ہو سکی۔ لیکن بعد میں اس کو ترقی دیتے دیتے ایک سو بیس میل یا اس سے بھی زیادہ رفتار کے جہاز تیار کرلئے جائیں تو ایجاد ہونے کے بعد ترقی دینے اور تجربہ کرنے میں موجد لگتے ہیں پہلے انہیں خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کامیاب ہونگے یا نہیں ؟

یہ اسبات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانی ترقی کے لئے جو سامان پیدا کئے ہیں وہ بہت وسیع ہیں۔ اور جب انکو کام میں لایا جاتا ہے تو انسان بڑی ترقی اور عروج حاصل کرلیتا ہے۔ اور رحمانیت کے بعد رحیمیت اور رحیمیت کے بعد پھر رحمانیت کے ماتحت وہ ترقی پر ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ یعنی جب ایک صفت کے ماتحت کام کرتا ہے تو دوسری سے اسے مستفیض کیا جاتا ہے۔ اور جب دوسری کو کام میں لاتا ہے۔ تو پھر پہلی سے اسے فائدہ پہنچایا جاتا ہے

اس کی مثال

ایسی ہے کہ ایک نجار کو میز بنانے کے لئے لکڑی دی جائے۔ جب وہ بنالے تو اور دے دی جائے اور اسی طرح جب وہ فارغ ہو۔ اُسے اور لکڑی دے دی جایا کرے۔ خدا تعالیٰ انسانوں کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے۔ کہ جب وہ ایک ترقی کر چکتے ہیں تو انکے سامنے آگے بڑھنے کے لئے اور سامان رکھ دیتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے ہماری ربوبیت اسی دنیا میں ختم نہیں ہو جاتی یعنے یہ نہیں۔ کہ جب انسان مرگیا۔ تو اس کی ترقی بھی بند ہو گئی۔ بلکہ خدا مالک یوم الدین ہے۔ اس لئے دنیا میں جو کام تم کرتے ہو۔ یہ ایک بیج کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے پھل نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی دو عالم ہیں۔ جب ان میں ترقی ختم نہیں ہوتی۔ اور تیسرا کوئی عالم ہی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ انسانی ترقی کبھی ختم نہیں ہوتی ؎

سورہ فاتحہ میں اسی وسعت کی طرف خدا تعالیٰ نے انسان کو متوجہ کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا ہے کہ باوجود اس وسعت اور فراخی کے انسان کی اپنی غلطی اور کوتاہی سے اسکی

ترقی رُک بھی جاتی ہے

چنانچہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں بتایا کہ وہ لوگ جو ترقی نہیں کرتے بلکہ تنزل کرتے ہیں یا جو کام چھوڑکر بیٹھ رہتے ہیں اسکے متعلق یہ نہ سمجھنا کہ انہوں نے ترقی کی تمام منازل طے کرلی ہیں۔ اور اب آگے بڑھنے کے لئے اسکے پاس کوئی سامان نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے انعامات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ہاں اگر انسان خود تھک کر بیٹھ رہے۔ اور کوشش کرنا چھوڑ دے۔ اور اپنی بدافعالیوں سے ہمیں ناراض کرلے۔ تو پھر مغضوب علیھم میں شامل ہو جاتا ہے۔ اسکے لئے تمہیں یہ کرنا چاہیئے کہ ہم سے

یہ التجا ء

کرو کہ اے ہمارے خدا ہمیں مغضوب لوگوں میں شامل نہ کیجئے۔ اور نہ ایسا ہو کہ ترقی کرتے کرتے ہماری کمزوریوں کی وجہ سے نیچے گرا دیا جائے۔ پھر ایسا نہ ہو کہ ہم خود ہی صراط مستقیم کو چھوڑکر دائیں یا بائیں نکل جائیں۔ اور منزل پر پہنچنے سے محروم رہیں ؎

تو انسان کی ترقی کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ اسلئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ کبھی ان کا

حوصلہ پست نہ ہو

بلکہ اتنا وسیع ہو کہ کوئی شخص سے مشکل بھی گھبراہٹ نہ پیدا کرسکے اور کوئی مومن یہ خیال بھی نہ کرے کہ مجھ سے فلاں کام نہیں ہوسکتا۔ ہر ایک مومن تو پانچ وقت خدا تعالےٰ کے حضور کئی بار اقرار کرتا ہے کہ اے خدا تیرے انعام و اکرام کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔ بلکہ بہت وسیع ہیں۔ اور جب تک ہماری اپنی کمزوری درمیان میں حائل نہ ہو۔ تیرے انعام نہیں رک سکتے۔ اسلئے ہم اپنی کمزوریوں اور بداعمالیوں کے برے نتائج سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں۔ تو اس طرح یہ حد بندی بھی نہ رہی۔ کیونکہ انسانی کمزوریوں سے بچنے اور ان کے نتائج سے محفوظ رہنے کے متعلق خدا نے خود بتا دیا کہ اگر تم اس کے متعلق مجھ سے دعا مانگو گے تو یہ زنجیر بھی ٹوٹ جائیگی ؎

تو انسانی ترقی کے لئے میدان بہت وسیع پڑا ہے مگر افسوس کہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو اپنی کم ہمتی سے یہ سمجھ کر کہ اب کوئی ترقی نہیں ہوسکتی۔ بیٹھ جاتے ہیں یا اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے ایسا بنا لیتے ہیں کہ انکے کاموں اور ارادوں میں کامیابی نہیں رہتی +

اللہ تعالےٰ ہماری تمام جماعت کو اسبات کی توفیق دے کہ اللہ تعالےٰ کے نہ ختم ہونیوالے اور وسیع انعامات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور کسی ایک مقام پر ہمارے قدم نہ ٹھہریں بلکہ ہم ترقی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔ آمین ثم آمین +

رباعیات خاکی

(حکیم عبدالرحمٰن صاحب خاکی اسلامیہ سکول کوہاٹ)

تو اے قیس عمر از فضل ربی ۔ گروہ ناکساں کردی زبر دیر
زنا خیر تو خوش بود دم زہیراں ۔ اگر دیر آمدی شیر آمدی شیر

غور سے سن بات ۔ اے غیر احمدی ۔ کیا یہ شامت ہے نہیں انکار کی
کیوں ہے مغلوب اعتراض غیر ۔ یار غالب شو کہ تا غالب شوی

جنگ میں مصروف ہیں جنگی جہاز ۔ دیکھتے ہیں ان کی شور پشتیاں
پھر بھی ہے انکار اس الہام کا ۔ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں"

پیامی ابتدا ہی میں خلاف عہد بیٹھے ۔ کہ انکا ہی حسد اشتر نشین جنازہ دل کا
زبان حال سے کہتے ہیں یاران قدیمی کو ۔ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

غیر احمدی کا جنازہ

۱۱ر اپریل ۱۹۱۶ء کے الفضل میں مخدومی و مکرمی حضرت مفتی صاحب (جنھیں حضرت مسیح موعود ہمارے مفتی صاحب کے پیارے اور قابل رشک خطاب سے مخاطب فرمایا کرتے تھے) نے ایک نوٹ چھپوایا جسمیں آپنے اپنے اس کارڈ کی تشریح کی۔ جس کا عکس مولوی محمد علی صاحب نے تکفیر اہل قبلہ میں بھی شایع کر کے غیر احمدیوں کے جنازہ کے جواز کے علاوہ ان کا مسلمان ہونا بھی ثابت کرنا چاہا ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے اس نوٹ میں یہ فقرہ بھی لکھا تھا کہ:-

"حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک دفعہ ایک غیر مسلم کا جنازہ پڑھا تھا"

یعنے کسی خاص قسم کے غیر احمدی کا جنازہ پڑھنے کی اجازت دینے سے حضرت مسیح موعود کا یہ منشاء نہ تھا کہ وہ غیر احمدی مسلمان ہے۔ اسپر ۱۶ر اپریل ۱۹۱۶ء کے پیغام میں بے جا پاسداری و ہرچہ خواہی کن کے عنوان سے ایڈیٹر پیغام صلح نے یہ الفاظ لکھے :-

"بڑی جرأت کے ساتھ حضرت مسیح موعود پر یہ خطرناک بہتان باندھا ہے کہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ نے بھی ایک دفعہ ایک غیر مسلم کا جنازہ پڑھا تھا۔ استغفر اللہ! استغفر اللہ!! استغفر اللہ کافر اور کا جنازہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مجھے تعجب آتا ہے ان لوگوں کی حالت پر کہ ایک جھوٹ کی پیچ میں کہاں کہاں ہاتھ جا مارتے ہیں"

پیغام ۱۶ر اپریل ۱۹۱۶ء صفحہ ۸ کالم اول

معزز ناظرین! آپنے یہ تحریر پیغام صلح کی پڑھی اسکو مد نظر رکھتے ہوئے آپ ۱۴ر فروری ۱۹۱۷ء کا پیغام نمبر ۸۶ صفحہ ۱ کالم ۳ پڑھئے۔ یہی ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں:-

"آج ہم اس بارہ میں حضرت اقدس کا ایک اور فتویٰ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جو بدر جلد ۱ نمبر ۳ مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء میں بصفحہ ۱۵ کالم اول مندرج ہے۔ وہو ہذا:-

وہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک منافق کو کرتہ دیا۔ اور اسکے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ممکن ہے کہ اس نے غرغرہ کے وقت توبہ کر لی ہو۔ مومن کا کام ہے کہ حسن ظن رکھے۔ اسی لئے نماز جنازہ کا جواز رکھا ہے کہ ہر ایک کی پڑھ لی جائے ہاں اگر کوئی سخت معاند ہو یا فساد کا اندیشہ ہے تو پھر نہ پڑھنی چاہیئے۔ ہماری جماعت کے سر پر فرضیت نہیں۔ بطور احسان کے ہماری جماعت دوسرے غیر از جماعت کا جنازہ پڑھ سکتی ہے"

کیوں صاحب! اب ذرا اونچی نگاہیں کر کے فرمایئے کہ حضرت مسیح موعود پر خطرناک بہتان اور وہ بھی بڑی جرأت کے ساتھ کس نے باندھا۔ آیا حضرت مسیح موعود نے فرمایا یا نہیں کہ آپ نے ایک منافق کا جنازہ پڑھ لیا تھا۔ تعجب ہے کہ یہ ڈائری چھاپتے وقت آپنے تین بار استغفر اللہ نہ لکھا۔ اور نہ یہ کہا کہ کافر اور اس کا جنازہ رسول اللہ پڑھیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور نہ یہ لکھنے کی جرأت کی کہ دیکھنا کہیں دوبارہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے دینا۔ کیونکہ قرآن کریم کی یہ آیت تمہاری ان ہفوات کی کھلے طور پر تردید کرتی ہے کہ لا تصل علی احد منھم ابدًا ولا تقم علے قبرہ۔

اب میں اس ڈائری پر نظر کرتا ہوں کہ اس سے آپ لوگوں کا مطلب کسی صورت میں بھی حل نہیں ہوسکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کا استدلال یہ ہے کہ جب ایسے شخص کا جنازہ پڑھنے کو جائز فرمایا جو مکذب نہ ہو۔ خاموش ہو تو معلوم ہوا کہ آپ ان لوگوں کو جو آپ کو کافر یا مفتری نہیں کہتے۔ مسلمان سمجھتے تھے۔ مگر یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ جیسا کہ اس ڈائری سے ثابت ہے دیکھو حضور نے ایسے شخص کے جنازہ کے متعلق "پڑھ سکنے" کا فتویٰ دیتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ آخر وہ بھی مسلمان ہے۔ بلکہ فرمایا ہے:-

(۱) کہ رسول اللہ صلعم نے بھی ایک منافق کو کرتہ دیا۔ اور اسکے

جنازہ کی نماز پڑھی ٭

(۲) ممکن ہے کہ اس نے غرغرہ کے وقت توبہ کرلی ہو

(۳) مومن کا کام ہے کہ حسن ظن رکھے ٭

(۴) ہماری جماعت کے سر پر فرضیت نہیں ہے (یعنی جنازہ تو فرض ہے مگر ایسے لوگوں کا فرض نہیں)

(۵) بطور احسان کے ہے ٭

اب آپ کی توجہ ایک اور ڈائری کی طرف منعطف کرتا ہوں جو ان الفاظ میں ہے ٭

"اگر میت مجوب الاحوال ہو اور جہری دشمن نہ ہو۔ اس نے کبھی علانیہ تکفیر اور تکذیب کی ہو۔ تو کچھ ڈر نہیں۔ اس کا جنازہ اگر پڑھ لیا جاوے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک منافق کا جنازہ پڑھا ہے۔ مگر وہ آپ ہی کے لشکر میں ملا جلا تھا۔ جہری مکذب نہ تھا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اسی حد تک ہے۔ جب تک کچھ تصدیق کی بو ہو۔ ورنہ یہ کہیں ثابت نہیں کہ ابوجہل کا جنازہ آپ نے پڑھا ہو یا ابوطالب کا ہی پڑھا ہو" (الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء)

یہاں حضور نے بتادیا ہے کہ مخالفین کا ایک گروہ تو اسی پوزیشن میں ہے۔ جیسے ابوجہل تھا۔ اس کا جنازہ قطعاً جائز نہیں۔ اور ایک گروہ ایسا ہے جو

۱۔ جہری دشمن نہ ہو ٭

۲۔ ملا جلا ہو (یعنے بعض لوگوں کو اسکے رویہ سے اشتباہ پڑ سکے کہ یہ تو احمدی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ الگ رہتا ہو اور پھر اسے مصدق سمجھ لیا جاوے)

۳۔ مجوب الاحوال ہو یعنے اسکی نسبت قطعی طور پر معلوم نہ ہو کہ غیر احمدی ہے ورنہ اسے مجوب الاحوال نہیں کہہ سکتے ٭

۴۔ ایک گونہ تصدیق کرتا ہو۔ یعنی جب اس سے پوچھا جاوے کہ تم حضرت مرزا صاحب کو مانتے ہو تو وہ ایسا جواب نہ دے جس سے معلوم ہو کہ وہ تکذیب کرتا ہے۔ اور نہیں مانتا۔ پھر اسی مصدق کی تشریح کیلئے ڈائری بھی پڑھ لیجئے۔ ملاحظہ ہو البدر نمبر ۱۴ جلد ۲ ۲۴ر اپریل ۱۹۰۳ء

۵۔ "جو شخص ظاہر کرتا ہے کہ میں نہ ادہر کا ہوں نہ ادہر کا ہوں۔ اصل میں وہ بھی ہمارا مکذب ہے اور جو ہمارا مصدق نہیں اور کہتا ہے کہ میں ان کو اچھا جانتا ہوں وہ بھی مخالف ہے۔ ایسے لوگ اصل میں منافق طبع ہوتے ہیں"

اس گروہ کے متعلق حضور نے فرمایا ہے کہ ہم پر فرضیت[1] تو نہیں مگر بطور احسان کے جنازہ پڑھا جاسکتا ہے۔ کیوں؟ نہ اسلئے کہ وہ مسلمان ہے بلکہ اسلئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک منافق کا جنازہ پڑھ لیا تھا (ب) ممکن ہے کہ غرغرہ میں اُسنے توبہ کرلی ہو (ج) ہمیں حسن ظن سے کام لینا چاہیئے لیکن جس نے

۱۔ اپنے رویہ سے حسن ظن کا موقعہ نہیں رہنے دیا اُسکی زندگی کے واقعات ثابت کرتے ہیں کہ وہ منافق طبع ہے۔ اسکی ہاں ہاں اور تصدیق کسی خلوص و نیک نیتی کی بناء پر نہ تھی ٭

۲۔ وہ مجوب الاحوال نہیں۔ بلکہ معلوم ہے کہ وہ غیر احمدی ہی ہے ٭

۳۔ ایسا ہے کہ نہ ادہر کا ہے نہ اُدہر کا۔ صرف زبان سے کہتا ہے۔ میں انکو (مسیح موعودؑ) اچھا جانتا ہوں ٭

۴۔ ملا جلا بھی نہیں رہتا۔ بلکہ الگ نماز وغیرہ پڑھتا ہے، تو اس کا جنازہ جائز نہیں جیسا کہ متذکرہ بالا ڈائریوں سے ثابت ہوا۔ اب یہ سوال رہ گیا کہ پھر خلیفہ ثانی نے کیوں ہر قسم کے غیر احمدی کے جنازہ کو ناجائز ٹھہرایا ہے تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ اول تو میرے سامنے ایسا آدمی پیش کرو۔ جو ان اوصاف کا ہو۔ جسمیں متذکرہ بالا صفات پائی جاتی ہوں۔ اور پھر اس میں کوئی شعبہ نفاق نہ ہو۔ یعنے حسب تحریر حقیقت الوحی خدا کے کھلے کھلے معجزات کا منکر بھی نہ ہو۔ اور مکفرین پر نام بنام کفر کا فتویٰ شائع کرے۔ اور ان سے نہی معاملہ کرے۔ جو اہل کتاب کے ساتھ مُسلمانوں کو رکھنے کا حکم ہے۔ پھر چونکہ ہر احمدی اس بات کا اہل بھی نہیں کہ وہ ایسے شخصوں کو پہچان سکے۔ اور اسکے متعلق صحیح رائے قائم کر لے اسلئے خلفاء جن کی پوزیشن ایک منتظم کی ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ جماعت کو ضابطہ کے ماتحت لانے کے لئے قطعی حکم دیں تاکہ وہ جنکے دل بیمار ہیں کسی حیلہ بہانہ یا دھوکہ سے اپنے آپ کو معصیت میں نہ ڈالیں یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے بھی غیر احمدی کے جنازہ سے قطعاً روک دیا۔ اور حضرت خلیفہ ثانی نے بھی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کا منشاء اور عملدرآمد بھی یہی تھا۔ باقی حضرت مسیح موعود نے جس قسم کے شخص کا جنازہ بطور احسان نہ بطور فرضیت احمدی کے پیچھے پڑھ سکنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص روئے زمین پر مل جائے۔ اور کوئی احمدی نیک نیتی سے بدون کسی نفسانی میلان کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی بناء پر اس کا جنازہ پڑھ لے۔ تو میں جانتا ہوں کہ حضرت خلیفہ ثانی اسکو اپنی جماعت سے خارج نہیں فرمانے اور نہ ایسے شخص کا جنازہ پڑھ لینے سے یہ ثابت ہوگا کہ وہ متوفی مسلمان تسلیم کرلیا گیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود اجازت فرماتے ہوئے یہ بھی ارشاد کر رہے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک منافق کا جنازہ پڑھ لیا تھا ٭

راقم اکمل عفا اللہ عنہ

۱۸ر فروری ۱۹۱۴ء

---

[1] کیونکہ فرض تو مسلمان کا جنازہ ہے ٭

[2] یہ بات خوب یاد رکھو کہ "پڑھ لینے کی اجازت" اور "پڑھ سکتا ہے" میں بڑا فرق ہے ٭

غلط بیانی

بخدمت ایڈیٹر صاحب الفضل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۵ر فروری کی شام کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر حاجی مستری محمد موسیٰ صاحب کے نئے مکان پر ہوا۔ عاجز کو صدر جلسہ تجویز کیا گیا میں نے جو ریمارکس اس موقعہ پر انگریزی زبان میں کہے۔ انکو ۱۸ر فروری کے پیغام میں بالکل غلط پیرایہ میں درج کیا گیا ہے۔ نامہ نگار صاحب یا ایڈیٹر صاحب جو بھی مضمون کے ذمہ وار ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ "ہم بھی لیکچر سُننے گئے" اور بعد میں میری اور مفتی صاحب کی تقریر پر درافشانی کرتے ہیں۔ اپنے متعلق میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "ہم" یا تو انگریزی سے محض نا آشنا ہیں کہ میری تقریر کا مفہوم بالکل نہ سمجھ سکے۔ اور اگر واقعی سمجھ سکے تو پھر ان کی دیانت پر

[illegible]